اولین سیرت نگار خاتون عائشہ الباعونیہ کی سیرت نگاری کا تحقیقی جائزہ

A Study of *Sīrah* Writing of the first female *Sīrah* Writer Ayesha *Al-Baouniya*

*Muhammad Zubair
** Prof. Dr. Muhammad Idrees Lodhi

Abstract

In this research article the work of first Sīrah writer among women is presented briefly. Ayesha Al-Bauniya of Syria (865 –922 A.H) is considered as first *Sīrah* writer of 10th century Hijrah year. Therefore, in this article her two books on Sīrat Al-Nabi (S.A.W) are discussed for analytical study in brief manner. Her writings in prose and poetry both are considered as worth, value and commendable among the writers of prose and poets. The remarkable features of her writings are philosophical and mysticism approaches. Furthermore, she has presented her discussion with the help of Holy Quran & Hadith Sciences. Then she presented some scholars' views and after that she quoted her opinion in very simple and humble manner. In her books she used many verses, hadith, poetry, terms of Sufism and scholars' views regarding concerned discussion which made her writings interesting and attractive for new writers as well as for readers.

Keywords: *Sīrah* writing, first woman *Sīrah* writer, Sufism, poetry, *Ayesha Al- Baouniya*

اللہ تعالیٰ نے انسان کو احسنِ تقویم میں پیدا کیا ہے۔ مرد و عورت دونوں ہی انسان ہیں، اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک دونوں کی قدر و منزلت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاں مردوں کا تذکرہ کیا ہے، وہیں عورتوں کا ذکر بھی کیا ہے۔ جہاں مردوں سے نیک اعمال کی بجا آوری پر ثواب وانعام کا وعدہ کیا ہے، وہیں عورتوں کو بھی اس سے محروم نہیں کیا

* Doctoral Candidate Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan
*Director Seerat Chair, Bahauddin Zakariya University, Multan

ہے۔ شریعت میں چند مخصوص مقامات کے علاوہ مرد و خواتین میں کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا۔ یہ فرق بھی دونوں کی جسمانی بناوٹ کے تھوڑا سا مختلف ہونے کی وجہ سے ہے۔ تفسیر قرآن، علوم قرآن، قراءات، حفظ و تجوید، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، سیرت، تصوف وغیرہ ہر میدان میں جہاں مردوں نے مہارت حاصل کی ہے اور نام کمایا ہے، وہیں خواتین بھی پیچھے نہیں رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرونِ اولیٰ سے لے کر آج تک علوم و فنون کے حصول اور فروغ و اشاعت میں مردوں کے شانہ بشانہ خواتین کا نام بھی نمایاں ہے۔ حافظ ابن حجر (م852ھ) نے تقریب التہذیب میں تیسری صدی ہجری کے اوائل تک آٹھ سو چوبیس (824) خواتین کے نام ذکر کیے ہیں، جنھیں روایتِ حدیث میں شہرت حاصل تھی۔ ابو عمرو مسلم بن ابراہیم الازدی الفراھیدی (م222ھ) نے ستّر (70) خواتین سے روایت کی ہے۔ اس طرح ابو الولید ہشام بن عبد الملک الطیالسی (م227ھ) کے شیوخ میں بھی ستّر (70) خواتین کا نام ملتا ہے۔ علامہ ابن حزم (م456ھ) کی تعلیم و تربیت میں متعدد خواتین کا اہم کردار ہے۔ خطیب بغدادی (م463ھ) نے طاہرہ بنت احمد بن یوسف التنوخیہ (م436ھ) سے سماعت کی، جو بڑی محدثہ اور فقیہہ تھیں۔ جلیلہ بنت علی بن الحسن الشجری (ولادت 485ھ) نے عراق اور شام کا سفر کیا تو علامہ سمعانی (م562ھ) اور دیگر علمائے کبار نے ان سے فیض اٹھایا۔ حافظ ابن عساکر (م571ھ) نے جن خواتین سے استفادہ کیا اور ان سے احادیث روایت کیں، ان کی تعداد اسّی (80) سے متجاوز ہے۔ ابو عبد اللہ محمد بن محمود بن النجار (م643ھ) کے اساتذہ اور شیوخ میں تین ہزار (3000) مرد اور چار سو (400) خواتین تھیں۔ امام ذہبی (م748ھ) نے اپنی کتاب 'معجم شیوخ الذھبی' میں، اسی طرح علامہ ابن حجر (م852ھ) نے اپنی کتاب 'المجمع المؤسس للمعجم المفہرس' میں اپنی بہت سے معلّمات اور شیخات کا ذکر کیا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی (م911ھ) نے متعدد خواتین سے علم حاصل کیا۔ سیرت النبی ﷺ ایک ایسا عنوان ہے کہ جس پر پہلی صدی ہجری سے لے کر آج تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، بہت کچھ لکھا جا رہا ہے اور بہت کچھ لکھا جائے گا۔ یہ عنوان دینی، علمی، تاریخی اور عصری افادیت کا حامل ہے، اس لیے ہر دور میں مسلمانوں نے اس موضوع پر لکھا ہے۔ مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین نے بھی اپنی عقیدت و محبت کے اظہار میں قلم کو حرکت دی ہے۔ قدیم سے جدید دور تک اس موضوع پر لکھنے میں خواتین اپنا حصہ ملا رہی ہیں۔ اگرچہ ان کی تعداد مردوں کے مقابلہ میں کم ہے لیکن جدید دور میں اس تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مستقل کتابوں کے علاوہ مختلف سرکاری اور نجی جامعات میں ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح کے مقالہ جات لکھے جا رہے ہیں۔ خواتین کے تحریری کام کی عدم موجودگی کی وجوہات درج ذیل ہیں:

1. تصنیف و تالیف ذہنی سکون و اطمینان اور کسی حد تک فرصت و فراغت کا تقاضا کرتی ہے، جب کہ خواتین اپنی فطری مصروفیات، مثلاً حمل، ولادت، رضاعت، بچوں کی پرورش اور گھریلو کاموں میں مصروفیت وغیرہ کی وجہ سے بیش تر اوقات اس سے عموماً محروم رہتی ہیں۔ گویا دہ سیرت بنتی کم اور جنتی زیادہ ہیں۔
2. خواتین کی رغبت عموماً تحریر و تصنیف کے مقابلے میں کہنے سننے کی طرف زیادہ رہتی ہے۔ اسی لیے ان کی صلاحیتوں کا اظہار شاعری، ادب، لغت اور انسانی و وجدانی علوم میں دیگر میدانوں کے مقابلے میں زیادہ ہوا ہے۔ علم حدیث کی بنیاد سماع و روایت پر ہے، اس کے لیے تحریر شرط نہیں ہے، اسی لیے اس میں خواتین کی صلاحیتوں کا غیر معمولی اظہار ہوا ہے اور ہزاروں کی تعداد میں محدّثات پیدا ہوئی ہیں۔
3. خواتین کی بہت سی تصنیفات، جو ایک عرصہ تک امت کے درمیان متداول تھیں، حوادثِ زمانہ کی نذر ہو گئیں اور

مورخین اور تذکرہ و تراجم کی کتابیں تالیف کرنے والوں نے ان صاحبِ تصنیف خواتین کے حالات لکھنے سے تغافل برتا۔ اس لیے کہ عموماً پردہ نشیں خواتین کے حالات جمع کرنے میں بہت دشواریاں تھیں۔[1]

قدیم و جدید کتبِ مصادر و مراجع مثلاً: فہرست ابن ندیم، کشف الظنون، کتب فہارس، فہرس المطبوعات والمخطوطات العربیہ، معجم ما اَلف عن رسول اللہ ﷺ از صلاح الدین المنجد، معجم ما کتب عن رسول اللہ ﷺ واَھل بیتہ از عبد الجبار الرفاعي (4 جلدیں)، معجم المؤلفین از عمر رضا کحالہ، المؤلفات من النساء ومؤلفاتهن از رمضان خیر یوسف، حضرت محمد منتخب کتابیات اردو کتب و مقالات از شیر نوروز خان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین نے بھی سیرت نگاری کے میدان میں قدم رکھا ہے، جن میں نویں صدی ہجری کی سیرت نگار عائشہ بنت یوسف الباعونیہ نمایاں ہیں۔

مختصر احوال و آثار عائشہ بنت یوسف بن احمد الباعونیہ (865-922ھ)

عائشہ الباعونیہ کا شمار نویں دسویں صدی ہجری کی یگانہ روزگار عالمات و فاضلات میں ہوتا ہے۔ آپ کے والد یوسف بن احمد الباعونی (805ھ–880ھ) دمشق کے قاضی تھے۔ بڑے عالم فاضل اور متقی آدمی تھے۔ انتظامی امور میں ان کو بڑی مہارت حاصل تھی۔ محترمہ عائشہ دمشق کے اسی عظیم قاضی یوسف بن احمد الباعونی کی بیٹی تھیں۔

عائشہ الباعونیہ نویں صدی ہجری کے وسط میں بمقام دمشق پیدا ہوئیں۔ آپ کا پورا نام ام عبد الوہاب عائشہ بنت یوسف بن احمد بنت الباعونی ہے۔ بچپن ہی سے غیر معمولی ذہین تھیں۔ آٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ خاندان کی ادبی صلاحیتیں اور تصوف کے رجحانات عائشہ کی ذات میں درجہ کمال پر پہنچے۔ آزادی فکر و رائے بھی انہیں ورثے میں ملی تھی۔ ہم عصر مردوں سے مساویانہ اور معاصرانہ علمی تعلقات اس کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ تصوف میں شیخ اسماعیل حورانی اور ان کے خلیفہ محی الدین یحییٰ ارموی سے فیض حاصل کیا۔[2] حصولِ علم کے لیے قاہرہ کا سفر کیا اور وسیع علم سے سرفراز ہوئیں۔ وہاں انہیں درس اور افتاء کی اجازت باقاعدہ سند کے ذریعے ملی۔ تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد وہ علمی اور ادبی سرگرمیوں میں مشغول ہو گئیں اور جلد ہی ان کے علم و عرفان اور شعر و ادب میں دستگاہِ کامل کی سارے عالم اسلام میں شہرت پہنچ گئی۔ وہ ایک اونچے درجے کی عالمہ اور قادرالکلام شاعرہ تھیں۔ آپ کا ابو الثناء محمود بن آجا (854-925ھ / 1450-1519ء) سے علمی تعلق تھا، جو مملوک سلاطین کے عہد کا آخری "صاحب دواوین الانشاء" گزرا ہے۔[3] اسی طرح مصری عالم عبد الرحیم العباسی (867-963ھ / 1463-1556ء) سے نظم میں مدت تک خط و کتابت جاری رکھی۔ آپ شادی شدہ تھیں۔ شوہر کا نام شریف احمد بن محمد بن ابو بکر تھا۔ یہ شادی 896ھ / 1491ء میں ہوئی اور اگلے سال ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبد الوہاب رکھا۔ اسی کی نسبت سے محترمہ عائشہ ام عبد الوہاب کنیت رکھتی تھیں۔ تین سال بعد 899ھ / 1494ء میں ایک برکہ نامی بیٹی نے جنم لیا۔[4] 922ھ / 1516ء میں وہ سلطان غوری سے حلب میں ملی تھیں۔ اسی سن میں آپ کی وفات بمقام دمشق ہوئی۔[5] عام تذکرہ نگاروں نے یہی سن وفات لکھا ہے۔ لیکن شیخہ کے معاصر مصنف ابن طولون دمشقی (880-953ھ / 1475-1546ء) کے مطابق ان کی وفات 16 ذوالقعدہ 923ھ بمطابق 30 نومبر 1517ء بروز سوموار کو ہوئی۔[6]

علمی خدمات

آپ کی علمی خدمات میں درج ذیل کتب کے نام ملتے ہیں:

1. الاشارات الخفیۃ فی المنازل العلیۃ

2. در الغائص في بحر المعجزات والخصائص
3. صِلات السلام فی فضل الصلاۃ والسلام
4. الفتح الحقی من فتح التلقی
5. الفتح المبین في مدح الأمین
6. الملامح الشریفۃ والآثار المنیفۃ
7. مولد النبي ﷺ

عائشہ الباعونیہ کی سیرت نگاری

فاضلہ ادیبہ اور شاعرہ عائشہ الباعونیہ کی کتب کے تعارف سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کو رحمتِ عالم ﷺ سے بڑی محبت اور عقیدت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی معلوم سات کتابوں میں سے جو سیرت سے متعلق ہیں، ان میں سے پہلی کا نام "المورد الاھنیٰ فی المولد الاسنیٰ" جبکہ دوسری "الفتح المبین فی مدح الامین" ہے۔ ذیل میں دونوں کتابوں کا تعارف دیا جارہا ہے۔

1. **المورد الاھنیٰ فی المولد الاسنیٰ**

سیرت نگاری کے مختلف پہلوؤں میں سے ایک پہلو صرف ولادت باسعادت اور اس سے ماقبل اور مابعد کے واقعات کو احاطہ تحریر میں لانا ہے۔ چنانچہ سیرت نگاری کا ایک مستقل زاویہ مولد النبی ﷺ کی تحریر سازی ہے۔ غالباً سب سے پہلے اس موضوع پر ابو عبد اللہ محمد بن عائذ القرشی (المتوفیٰ: 233ھ/848ء) نے لکھا۔ جیسا کہ حافظ مغلطائی (689-762ھ/1290-1361ء) نے اپنی کتاب "الاشارۃ" میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔[7] اس کے بعد حافظ ابو بکر احمد بن ابی عاصم شیبانی (المتوفیٰ: 287ھ/900ء) نے اس پر قلم اٹھایا۔ جیسا کہ امام ذہبی (673-748ھ/1274-1348ء)[8] اور رودانی (1037-1094ھ/1627-1683ء)[9] نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ پھر اس موضوع پر کثرت سے کتب لکھی گئیں۔ خصوصاً جب سے ولادت باسعادت کو باقاعدہ منانے کی رسم جاری ہوئی تو سیرت نگاروں نے اس پہلو پر خصوصی توجہ دی۔

خواتین میں سے اس موضوع پر لکھنے والی پہلی اور شاید اکیلی خاتون عائشہ الباعونیہ ہیں جنہوں نے "المورد الاھنیٰ فی المولد الاسنیٰ" کے عنوان سے ولادت باسعادت کے موضوع پر کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب کا پہلا نسخہ سید محمد آفندی نے مطبعہ حقنیہ، دمشق سے 7 رمضان 1301ھ میں شائع کیا تھا۔ یہ نسخہ 51 صفحات پر مشتمل ہے۔ سرورق پر کتاب کا نام "مولد النبی ﷺ" رقم ہے۔ دوسرا نسخہ محقق ہے۔ اسے ڈاکٹر محمد علی الصویر کی نے اپنی کتاب "عائشۃ الباعونیۃ، فاضلۃ الزمان" میں درج کیا ہے۔ یہ کتاب وزارۃ الثقافۃ الأردنیۃ، الأردن کی طرف سے 2006ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس نسخہ کی تحقیق فارس احمد العلاوی اور لؤی عبد الحکیم غنام نے کی ہے۔ جبکہ مراجعت کا کام محمد الصویر کی نے کیا ہے۔ سرورق پر کتاب کا نام "المورد الأھنی فی المولد الأسنی (مولد النبی محمد علیہ السلام)" درج ہے۔ آغاز میں محققین کی طرف سے دو صفحات کا مقدمۃ التحقیق ہے۔ اس کے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے جو درج بالا کتاب کے صفحہ 111 سے 184 پر موجود ہے۔ اصل کتاب 36 صفحات پر محیط ہے۔ بعد ازاں حواشی اور ہوامش ہیں۔

یہ کتاب فاضلہ ادیبہ عائشہ باعونیہ کی اولین تصنیفات میں سے ہے۔ اس کا سنِ تصنیف 901ھ/1496ء ہے۔ مصنفہ نے ابتداء میں ایک پانچ صفحات پر مشتمل مقدمہ لکھا ہے۔ جس میں بہترین الفاظ میں رب تعالیٰ کی حمد و ثناء اور صفاتِ جمال و جلال کا تذکرہ

کیا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ پر عمدہ انداز و بیان میں درود و سلام بھیجا ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے تمام آل واصحاب اور تبعین وصالحین کو سلامِ عقیدت پیش کیا ہے۔ پھر مصنفہ نے کتاب کا سببِ تالیف بیان کیا ہے۔

مضامینِ کتاب

مقدمہ کے بعد کتاب کا آغاز ہوتا ہے۔ کتاب کے مضامین درج ذیل ہیں:

نور محمدی کی تخلیق، نسب مبارک، ولادت باسعادت، رضاعتِ نبوی، واقعہ شق صدر، سفر شام، خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی، بعثت نبوی، چند واقعاتِ سیرت، معجزات نبوی، خَلقی اور خُلقی صفات، وفات النبی ﷺ، خاتمہ کتاب۔

کتاب کے مضامین کا قدرے تفصیلی تعارف یہ ہے:

نور محمدی کی تخلیق

نور محمدی کی تخلیق میں مصنفہ نے بعض روایات کی روشنی میں یہ ذکر کیا ہے کہ سب سے پہلے نور محمدی کو تخلیق کیا گیا تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے نسب مبارک کی پاکیزگی کو بیان کیا ہے۔ اسی ضمن میں سید عبد المطلب کے چشمہ زمزم کی کھدائی، عبد اللہ کی قربانی کے لیے سید عبد المطلب کی نذر اور سید عبد اللہ کی سیدہ آمنہ سے شادی کا بیان ہے۔ ازاں بعد آپ ﷺ کا تذکرہ شروع ہو جاتا ہے۔ مصنفہ کے مطابق سیدہ آمنہ کو یکم رجب بروز جمعہ کو استقرارِ حمل ہوا تھا۔ جب یہ مبارک حمل دو ماہ کا تھا تو آپ ﷺ کے والد کا انتقال ہو گیا۔(صفحہ 120 تا 129)

پھر ولادت باسعادت کے موقع پر جو واقعات پیش آئے، مثلاً بوقتِ ولادت سیدہ آمنہ پر انوار کی بارش کا ہونا، نور کی بارش میں شام وبصریٰ کے محلات کا روشن ہو جانا، ساکنان ارضی وسماوی کا حمدِ الٰہی میں مصروف ہونا، وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کی رضاعت کا بیان ہے۔ فاضلہ ادیبہ لکھتی ہیں کہ سب سے پہلے آپ کی والدہ نے آپ کو دودھ پلایا، پھر ابو لہب کی لونڈی ثویبہ نے رضاعت کا فریضہ سرانجام دیا۔ پھر حلیمہ سعدیہ کے ہاں آپ ﷺ نے مدتِ رضاعت پوری فرمائی۔ آپ ﷺ ابھی حلیمہ سعدیہ کے ہاں مقیم تھے کہ واقعہ شق صدر پیش آیا۔(صفحہ 133 تا 139)

اس کے بعد سفر شام کا ذکر ہے کہ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک دس یا بارہ سال ہوئی تو اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ شام کا سفر کیا۔ دورانِ سفر بحیرہ راہب سے ملاقات ہوئی جس نے بعض نشانیوں کی مدد سے پہچان لیا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔(صفحہ 139–140)

پھر پچیس سال کی عمر میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مالِ تجارت لے کر جانے کا بیان ہے جس میں بہت سا منافع ہوا۔ آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ کو دیکھتے ہوئے مکہ کی اس نیک اور صاحب حیثیت خاتون نے آپ ﷺ سے شادی کر لی۔ آپ ﷺ کی ساری اولاد سوائے بیٹے ابراہیم کے اسی نیک بخت خاتون کے بطن سے پیدا ہوئی۔ اس کے بعد قبل از نبوت اور بعد از نبوت مکی زندگی کے چند اہم واقعات کو مختصراً بیان کیا گیا۔ مثلاً: پینتیس سال کی عمر میں بیت اللہ کی تعمیر میں قریش کا ساتھ دیا۔ پھر چالیس سال کی عمر میں بعثت سے نوازا گیا اور تاج ختم الرسل آپ ﷺ کے سر مبارک پر سجایا گیا۔ پھر مکہ میں معراج کروایا گیا اور اس کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔(صفحہ 140)

معجزات نبوی کا بیان

پھر مصنفہ نے مختصراً آپ ﷺ کے معجزات کا تذکرہ کیا ہے۔ مثلاً: قرآن مجید، چاند کا ٹکڑوں میں تقسیم ہونا، شجر وحجر کا

آپ ﷺ کو سجدہ کرنا، کنکریوں اور کھانے کا تسبیح پڑھنا، انگلیوں سے پانی جاری ہونا، تھوڑے سے کھانے سے بڑے لشکر کا سیر شکم ہونا، وغیرہ۔(صفحہ 401 تا142)

فضائل وخصائل نبوی کا بیان

اس کے بعد نبوی فضائل وخصائل کا بیان ہے۔ فاضلہ باعونیہ لکھتی ہیں کہ آپ ﷺ کے خصائل وفضائل بے شمار ہیں، جن کا احصاء اور احاطہ ناممکن ہے۔ انہوں نے بر سبیل مثال چند فضائل وخصائل مبارکہ لکھے ہیں، مثلاً: آپ ﷺ سب سے پہلے تخلیق ہوئے، آدم علیہ السلام اور تمام مخلوقات آپ کی وجہ سے پیدا ہوئیں۔ تمام انبیاء سے وعدہ لیا گیا کہ اگر ان کے حین حیات آپ ﷺ تشریف لائیں تو وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں گے اور آپ ﷺ کی مدد کریں گے۔ دورانِ سفر بادلوں کا آپ ﷺ پر سایہ کرنا، حسنِ کامل سے نوازا جانا، صاحبِ قاب قوسین بننا۔(صفحہ 142 تا143)

اس کے بعد مصنفہ نے آپ ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کیا ہے اور آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ وعاداتِ پسندیدہ کا تذکرہ کیا ہے۔ آخر میں آپ ﷺ کی وفات کا تذکرہ کیا ہے۔اس کے ساتھ کتابچہ کا اختتام ہو جاتا ہے۔(صفحہ 144 تا150)

کتاب کا منہج واسلوب

ادیبانہ اور مؤرخانہ اسلوب

فاضلہ عالمہ کا اسلوبِ تصنیف بہت عمدہ ہے۔ انہوں نے بیانِ سیرت میں تاریخی ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ آدم علیہ السلام سے آغاز کرکے آپ ﷺ کی وفات تک کے مراحل کو نہایت اختصار وجامعیت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ادبی اور لغوی اعتبار سے یہ تصنیف مقاماتِ حریری کے مشابہ معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس میں فن بلاغت، بیان اور بدیع کی مختلف اصناف بہت عمدہ طرز پر موجود ہیں۔ اس تصنیف کی زبان بہت خوبصورت اور اسلوبِ بیان بہت دلکش ہے۔ پوری کتاب منظوم نثر میں لکھی گئی ہے۔ مثال کے طور پر مصنفہ لکھتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کے قبیلہ میں گئے اور وہاں کے لوگوں نے آپ ﷺ کی برکات کو دیکھا تو حلیمہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

> لقد عمتّنا بركات هذه الذات الكريمة، وإن كنت مخصوصة بها يا حليمة، فقد رأينا من بركات هذا الغلام، ما يؤذن بعلو المقام، ولسان الوجود ينادي يا نيام، أتدرون من هذا الغلام، هذا سيد الأنام، ومصباح الظلام، ورسول الملك العلام.[10]

آپ ﷺ کا شان، مقام اور عظمت ورفعت کو بیان کرتے ہوئے فاضلہ مؤلفہ لکھتی ہیں:

> وبالجملة لم يخلق الله تعالى أشرف ولا أكمل، ولا أحسن ولا أجمل، ولا أخشى ولا أزهد، وأتقى ولا أعبد، ولا أعلم ولا أعرف، ولا أرحم ولا أرأف، ولا أزكى ولا أطيب، ولا أحيى ولا أهيب، ولا أبش ولا أوب، ولا أخص ولا أقرب، ولا أرجح ولا أعدل، ولا أفضل ولا أعقل، ولا أصدق ولا أوفى، ولا أنور ولا أصفى، ولا أسخى ولا أكرم، ولا ألطف ولا أحلم، ولا أبلغ ولا أفصح، ولا أحلى ولا أملح، ولا أقوى ولا أشجع، ولا أعلى ولا أرفع۔ [11]

کتاب کا اختتام ان الفاظ پر کیا گیا ہے:

> بالصلاة على الحبيب الأعظم، حسن ختام مولده الأكرم، وما توفيقي إلا بالله، عليه

توكلت وإليه أنيب، والحمد لله حمدا موجبا لركائم التحقيق وعوارض التقريب، والصلاة والسلام الأتمام الأكملان الأذكيان الأطيبان على هذا النبي الرؤوف الرحيم، الخليل الحبيب، وعلى آله وصحبه وتابعيه وحزبه وآل كل وصحب كل وسائر الصالحين. وأستودع الله ديني ونفسي وولدي وأحبابي ومن والاني خير وصنع معي معروفا ابتغاء رحمة الله الكريم، وجميع ما أنعم به علي وعليهم فيما بقي، فإنه سبحانه إذا استودع شيئا حفظه، والله خير حافظاً وهو أرحم الراحمين.[12]

کتاب کا مجموعی تاثر ادب ولغت اور عقیدت و محبت کے اعتبار سے بہت دلنشیں ہے۔

وجہ تالیف

مسلم علمی ذخیرہ میں بہت سی کتب ایسی ہیں جو مصنف و مؤلف نے اپنے کسی تلمیذ یا سائل کے کہنے پر قلمبند کی ہیں۔ زیر تجزیہ کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کتاب ہے جو مصنفہ نے اپنے عہد کے معززین کے کہنے پر لکھی ہے۔ جیسا کہ انہوں نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ یہ کتاب ان معززین کے کہنے پر لکھی جارہی ہے جن کی بات ماننا ان کے حقوق کی وجہ سے ضروری ہے اور ان کی بات ٹالنا نافرمانی میں آتا ہے۔[13] جہاں تک سببِ تالیف کا تعلق ہے تو چونکہ مصنفہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ باعث وجودِ کائنات ہیں، اس لیے آپ کا ذکرِ خیر کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ اسی ذمہ داری کو نبھانے کے لیے مصنفہ نے یہ کتاب لکھی ہے۔

آیاتِ قرآنی کا تذکرہ

فاضلہ مصنفہ نے اپنی اس مختصر تصنیف میں چار قرآنی آیات درج کی ہیں۔ نورِ محمدی کی تخلیق کو بیان کرتے ہوئے انہوں نے ذکر کیا ہے کہ عالم ارواح میں ایک مرتبہ تمام انبیاء پر ایک نور چھا گیا۔ انبیاء جناب باری تعالیٰ میں عرض گزار ہوئے کہ یہ نور کیسا ہے؟ حق تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا کہ یہ ازل سے چنیدہ نور ہے جو اولین وآخرین کا سردار ہے۔ یہ میری رحمت ہے اور اسی کے ذریعہ میں نے اپنی نعمتوں کو مکمل کیا ہے۔ اگر تم اس پر ایمان لاؤ گے تو میں تمہیں انبیاء بنادوں گا۔ اس پر انبیاء نے جواب دیا کہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا اس پر گواہی دیتے ہو؟ سب نے کہا: جی ہاں۔ مصنفہ کہتی ہیں کہ درج ذیل آیت میں اسی واقعہ کا بیان ہے[14]: ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ ۚ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ۖ قَالُوا أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ﴾[15]

"اور (ان کو وہ وقت یاد دلاؤ) جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ: اگر میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس (کتاب) کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے، تو تم اس پر ضرور یامان لاؤ گے، اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ اللہ نے (ان پیغمبروں سے) کہا تھا کہ: کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو اور میری طرف سے دی ہوئی یہ ذمہ داری اٹھاتے ہو؟ انہوں نے کہا تھا: ہم اقرار کرتے ہیں۔ اللہ نے کہا: تو پھر (ایک دوسرے کے اقرار کے) گواہ بن جاؤ، اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہی میں شامل ہوں۔"

آپ ﷺ کی ولادت کے تذکرے میں فاضلہ مؤلفہ نے ذکر کیا ہے کہ بوقتِ ولادت آپ ﷺ کی والدہ محترمہ نے ایک نور دیکھا جس سے بُصریٰ اور شام کے محلات روشن ہوگئے۔ محترمہ عائشہ لکھتی ہیں کہ اس روایت میں دراصل اس نور کی طرف

اشارہ کیا گیا ہے جو آپ ﷺ لے کر آئے تھے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائی جن کے بارے میں اس کی مشیت یہ تھی کہ وہ مؤمن ہوں۔ قرآن پاک کی درج ذیل آیت مبارکہ میں اسی کا بیان ہے[16]: ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ﴾ [17]

"تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔"

بعثتِ نبوی کے بعد کفار کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت اور آپ ﷺ پر قرآن کو گھڑنے کے الزامات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کو فاضلہ مؤلفہ نے اپنے کتابچہ کی زینت بنایا ہے[18]: ﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا﴾ [19]

"اور کافروں نے کہا یہ تو بس خود اسی کا گھڑا گھڑایا جھوٹ ہے جس پر اور لوگوں نے بھی اس کی مدد کی ہے۔ دراصل یہ کافر بڑے ہی ظلم اور سرتاسر جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں۔"

چوتھی آیت جو فاضلہ مؤلفہ نے اپنے کتابچہ میں ذکر کی ہے، وہ سورۃ الاحزاب کی آیت درود و سلام ہے۔[20]

احادیث مبارکہ کے حوالے

قرآنی آیات کی طرح محترمہ عائشہ نے احادیث مبارکہ سے بھی استدلال کیا ہے۔ جن میں سے بہت سی احادیث کی طرف صرف اشارہ کیا گیا ہے۔ مثلاً: آپ ﷺ کی نبوت کے نبوت عامہ ہونے اور تمام انبیاء کے اپنی امتوں سمیت آپ ﷺ کی امت میں سے ہونے پر دلیل دیتے ہوئے واقعہ اسراء میں امامتِ انبیاء اور روزِ قیامت مقامِ وسیلہ پر فائز ہونے کا حوالہ دیا ہے۔[21] گویا مختصر الفاظ میں دو طویل احادیث کا حوالہ دے کر دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

جبکہ درج ذیل احادیث کو محترمہ عائشہ نے اپنے کتابچہ میں صراحتاً ذکر کیا ہے:

1. كنت كنزا مخفيا، فأحببت أن أعرف۔[22]
2. يا جابر، إن الله خلق قبل الأشياء نور نبيك من نوره۔[23]
3. كنت نورا بين يدي ربي قبل خلق آدم بأربعة عشر ألف عام۔[24]
4. كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد۔[25]
5. آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی تو انہوں نے آپ ﷺ کے وسیلے سے دعا کی۔[26]
6. لم يزل الله ينقلني من الأصلاب الطيبة إلى الأرحام الطاهرة مصفى مهذبا۔[27]
7. ما ولدني من سفاح الجاهلية شيء، ما ولدني إلا نكاح الإسلام۔[28]
8. كان النبي ﷺ إذا انتسب لم يجاوز معد بن عدنان۔[29]
9. من صلى عليه (ﷺ) واحدة، صلى الله عليه واحدة۔[30]
10. أوتيت جوامع الكلم۔[31]

اس سے ان کے علمِ حدیث سے بھی شغف کا علم ہوتا ہے۔

رائے کا اظہار

فنِ تصنیف انتہائی نازک فن ہے۔ ہر وہ شخص جو دو چار سطریں لکھ سکتا ہو، مصنف کہلانے کا حق نہیں رکھتا۔ اس کے لیے وسعت

مطالعہ اور سلیقۂ تحریر انتہائی ضروری ہے۔ فاضلہ باعونیہ نے اپنی کتاب میں جو بات بھی نقل کی ہے، بڑے غور وخوض کے بعد اسے درج کتاب کیا ہے۔ اگر کہیں تعلیق لگانے کی ضرورت محسوس کی تو اپنے اس حق کو استعمال کیا ہے جو کہ ان کے وسعتِ مطالعہ کی دلیل ہے۔ مثال کے طور پر مصنفہ نے رسول اللہ ﷺ کے سب سے بڑے معجزہ قرآن کے بارے میں لکھا ہے کہ بقول بعض علماء: رسول اللہ ﷺ کے معجزہ قرآن میں ساٹھ ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ معجزات پوشیدہ ہیں۔ فاضلہ مصنفہ لکھتی ہیں کہ میرے نزدیک قرآنی معجزات کا شمار ناممکن ہے اور اس شمار سے بے بسی کا اقرار ہر مسلمان کا فرض ہے۔[32]

سیدنا آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے جو سجدہ کیا تھا، اس کی نوعیت کے بارے میں عائشۃ الباعونیہ اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

> ''وہ سجدہ تحیہ واکرام تھا، سجدہ عبادت نہیں تھا کیونکہ سجدہ عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہی کرنا جائز ہے۔''[33]

رسول اللہ ﷺ کے والد گرامی کی وفات کب ہوئی؟ ایک قول یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کی والدہ محترمہ دو ماہ کے حمل سے تھیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ ﷺ اس وقت گود میں تھے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ آپ ﷺ چند ماہ کے ہو چکے تھے۔ فاضلہ مؤلفہ لکھتی ہیں کہ پہلا قول ہی راجح، مشہور اور قابلِ اعتماد ہے۔[34]

خاتون سیرت نگار کا یہ اندازِ نگارش معاصر سیرت نگاروں کے لیے مینارہ نور ہے۔

ابداعی انداز

محترمہ عائشۃ الباعونیہ نے اپنے کتابچہ میں کچھ ایسی باتیں بھی درج کی ہیں جو ان سے پہلے کتبِ سیرت میں نظر نہیں آتیں۔ مثال کے طور پر رسول اللہ ﷺ کا نسب نامہ ذکر کرتے ہوئے انہوں نے آپ ﷺ کے آباء واجداد کے ناموں سے ان کا تعارف اخذ کیا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کے پردادا ہاشم کے والد ''عبد مناف'' کے نام کے ساتھ لکھا ہے: ''المنیف مقدارہ'' یعنی جن کا مقام ومرتبہ بہت بلند تھا۔ ''قصی'' کے بارے میں لکھا ہے: ''الذي لا یستقصی في الکرم آثارہ'' یعنی جس کے جود وکرم کا اقتصاء نہیں کیا جا سکتا۔ ''نزار'' کے بارے میں لکھا ہے: ''الذي کان یھب الکثیر ویراہ نزرا'' یعنی جو بہت زیادہ عطیات دیتے تھے اور انہیں تھوڑا سمجھتے تھے۔ ''معد'' کے بارے میں لکھا ہے: ''الذي کان یعدّ لکل ملمۃ ذخراً'' یعنی جو ہر آفت کے لیے کچھ سامان مہیا رکھتے تھے۔[35]

عموماً کتبِ سیرت میں آپ ﷺ کی پیدائش کے سال کو عام الفیل ہی کہا جاتا ہے، لیکن محترمہ عائشہ نے ذکر کیا ہے کہ جس سال آپ ﷺ رحمِ مادر میں تشریف فرما تھے، اس کا نام ''سنۃ الفتح والابتہاج'' رکھا گیا۔[36]

محترمہ عائشہ نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ کے 1070 نام ہیں۔ جن میں سے ستر نام اللہ کے ناموں سے مشتق ہیں۔[37]

فاضلہ مؤلفہ کا یہ اندازِ تصنیف اپنے اندر ندرت رکھتا ہے جو قارئین ومصنفین کے لیے باعث دلچسپی ہو سکتا ہے۔

علماء کے حوالے:

محترمہ عائشہ نے اپنے اس کتابچہ میں گزشتہ علماء کے حوالے بھی دیے ہیں، جیسا کہ ابو الحسن ابن القطان علی بن محمد بن عبد الملک الکنانی الفاسی (562-628ھ / 1167-1230ء) کا حوالہ صفحہ 120 پر اور تقی الدین علی بن عبد الکافی السبکی (683-756ھ / 1284-1355ء) کا حوالہ صفحہ 143 پر موجود ہے۔ یہ حوالے ان کے وسعتِ مطالعہ پر دال ہیں۔

اشعار عرب سے استشہاد

تقریباً ہر عنوان کے تحت مصنفہ نے اشعار بھی درج کیے ہیں۔ ان میں سے چھ اشعار دیگر شعراء کے ہیں جبکہ باقی تمام اشعار فاضلہ مصنفہ کے ذاتی ہیں جن کی تعداد 217 ہے۔ سب کے سب مدحِ رسالت مآب ﷺ میں ہیں۔ مصنفہ کے اپنے اشعار میں سے بھی بہت سے اشعار وہ ہیں جو ان کے کسی دیوان یا کسی دوسری تصنیف میں نہیں ملتے۔

انکساری کا مظاہرہ

محترمہ عائشہ کی یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ انہوں نے ہر مقام میں اپنے تمام اشعار کو درج کرنے سے پہلے یہ لکھا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے درج ذیل اشعار کو نظم کرنے کی توفیق بخشی ہے۔[38] اپنے وقت کی قادر الکلام شاعرہ ہونے کے باوجود ان کی یہ انکساری دراصل ان کے آئینہ دل کی صفائی کی دلیل ہے۔

اصطلاحات تصوف کا استعمال

اس مولد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ صوفیانہ اصطلاحات کا بکثرت استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً علم لدنی[39]، فقر کلی[40]، عالم جبروت[41]، عالم ملکوت[42]، قطب[43]، غوث[44]، فرد[45]، شہود[46]۔ جس سے مصنفہ کے اپنے زمانہ کے اہل تصوف میں علوِ مرتبت کا اظہار ہوتا ہے۔

خفیف نکات

البتہ تصوف میں مہارت اور اہل تصوف کی کتب سے گہرے لگاؤ اور فن حدیث سے زیادہ ممارست نہ ہونے کی بنا پر کتابچہ میں بعض موضوع روایات بھی جگہ پا گئی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک روایت نقل کی ہے: «کنت کنزا مخفیا، فأحببت أن أعرف»

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا تو میں نے یہ پسند کیا کہ مجھے پہچانا جائے۔"

امام عجلونی[47]، سخاوی[48]، سیوطی[49]، ابن عراق کنانی[50] نے اسے بے اصل قرار دیا ہے۔

اس کی دوسری مثال وہ حدیث ہے جو مصنفہ نے آپ ﷺ کے نسب کی پاکیزگی کی دلیل کے طور پر نقل کی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

«لم يزل الله ينقلني من الأصلاب الطيبة إلى الأرحام الطاهرة، مصفى مهذبا، لا تشعب شعبتان إلا كنت في خيرهما.»

"اللہ تعالیٰ مجھے پاکیزہ صلبوں سے صاف ستھرے رحموں میں منتقل فرماتے رہے۔ بالکل صاف ستھرا رکھا۔ جہاں بھی کوئی شاخ الگ ہوئی تو مجھے بہتر شاخ میں رکھا۔"

علامہ سیوطی لکھتے ہیں: یہ روایت موضوع ہے جسے بعض قصہ گو حضرات نے وضع کیا ہے۔[51]

2. الفتح المبین فی مدح الامین

مدحِ رسالت میں عائشہ باعونیہ نے نظم میں بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور اس کے لیے قصیدہ کی صنف کو اختیار کیا ہے۔ صادق وامین ﷺ کی مدح وتوصیف میں ان کا ایک قصیدہ "الفتح المبین فی مدح الامین" کے نام سے موجود ہے۔ اس کتابچہ میں بصورتِ قصیدہ مدحِ رسالت مآب ﷺ ہے۔ عالمہ فاضلہ عائشہ باعونیہ نے اس قصیدہ کی شرح بھی خود کی ہے۔

یہ قصیدہ الگ بھی شائع ہو چکا ہے اور شرح کے ساتھ بھی مطبوع ہے۔ شرح کے ساتھ جو نسخے شائع ہوئے ہیں، محقق کے سامنے

اس کی دو طبعات ہیں۔ پہلی طبعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان کی ہے، جہاں سے یہ کتاب 2007ء میں 328 صفحات میں شائع ہوئی۔ اس نسخہ کی تحقیق ڈاکٹر مہدی اسعد عرار نے کی ہے۔ دوسری طبعہ دار کنان، دمشق کی ہے۔ یہاں سے یہ 2009ء میں 213 صفحات میں چھپی ہے۔ اس نسخہ کے محقق ڈاکٹر عادل العزاوی اور ڈاکٹر عباس ثابت ہیں۔ شرح کے بغیر یہ قصیدہ ڈاکٹر محمد علی الصویر کی نے اپنی کتاب "عائشۃ الباعونیۃ، فاضلۃ الزمان" مطبوعہ 2006ء میں اپنی تحقیق سے شائع کیا ہے جو کہ اس کتاب کے صفحہ 71 سے 110 پر موجود ہے۔ اس کتابچہ کے 40 صفحات ہیں۔ شروع میں محقق کی طرف سے 13 صفحات کا مقدمۃ التحقیق ہے۔ پھر دو صفحات کا مقدمۃ المؤلفہ ہے۔ اس کے بعد قصیدہ شروع ہوتا ہے جو 21 صفحات اور 130 اشعار پر محیط ہے۔

اس قصیدہ کو "بدیعیہ" کہا جاتا ہے۔ "بدیعیہ" اس طویل قصیدہ کو کہتے ہیں جس کے ہر شعر میں علم بدیع کی انواع، مثلاً جناس، استعارہ، مطابقہ، توشیح، توریہ، سجع، ایجاز، قلب، مدح وغیرہ میں سے کوئی نہ کوئی نوع پائی جاتی ہے۔[52]

فاضلہ ادیبہ باعونیہ نے اپنے اس قصیدہ کے 130 اشعار میں علم بدیع کی 130 انواع استعمال کی ہیں، گویا ہر شعر میں نئی نوع کا استعمال ہے۔ قصیدہ میں اگرچہ دیگر اشخاص، اشیاء وغیرہ کی بات بھی ہو جاتی ہے، لیکن شاعرہ کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو صرف مدحِ رسول ﷺ تک محدود رکھا ہے۔ وہ اس قصیدہ کی ترتیب وتزئین میں صفی الدین حلی (677-752ھ/1279-1351ء) اور تقی الدین بن حجہ الحموی (767-837ھ/1366-1434ء) کے نقشِ قدم پر چلی ہیں۔ آپ نے اس قصیدہ کو 919ھ/1513ء میں نظم کیا تھا۔

مقدمۃ المؤلفہ میں محترمہ عائشہ نے حمد وثناء اور درود وسلام کے بعد اپنے اس قصیدہ کے بارے میں بتایا ہے کہ یہ قصیدہ تقویٰ اور رضائے الٰہی کی اساس پر مبنی ہے جو علم بدیع سے مالامال ہے اور حبیب خدا اور شفیع المذنبین کی مدح پر مشتمل ہے۔ اہلِ تصوف کے ہاں قابلِ اعتماد ذریعہ یعنی الہام کے بموجب اس کا نام "الفتح المبین في مدح الأمین" رکھا گیا ہے۔[53]

قصیدہ کے آغاز میں انہوں نے سخن سازی میں اپنے ضعف و عجز کا اعتراف کیا ہے اور آپ ﷺ سے عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ مدحِ رسالت میں بچشمِ نم چند گلہائے عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہوں۔[54] محترمہ عائشہ کا کہنا ہے کہ میں عشقِ رسالت مآب میں، مَیں جہاں تک پہنچ چکی ہوں، اس کا اندازہ وہی کر سکتا ہے، جو میری طرح اس مرتبے تک پہنچ چکا ہے۔ کوئی مجھے ملامت کرنے کی کوشش نہ کرے کیونکہ یہ تو میری سعادت ہے۔ حسنِ محمد ﷺ سے جس قدر آفاق میں روشنی ہوئی ہے، سورج اتنی روشنی نہیں پھیلا سکتا۔[55]

آگے چل کر انہوں نے آپ ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ کیا ہے اور آپ ﷺ کے شمائل وخصائل کا بہترین اسلوب میں تذکرہ کیا ہے۔[56] آپ ﷺ کے نسب مبارک کی پاکیزگی اور بلندی کو بھی موضوعِ سخن بنایا ہے اور آپ کے آل واولاد کے تذکرہ سے بھی اپنے قصیدہ کو رونق بخشی ہے۔[57] شقِ قمر، قرآن معجز، حامل لواء الحمد، صاحب قاب قوسین، روزِ قیامت تمام لوگوں کی مشکل حل کرنے والا ہونے جیسے معجزات کا بھی بیان قصیدہ میں موجود ہے۔ آخر میں شاعرہ کا کہنا ہے:

مدحتُ مجدکَ والإخلاص ملتزمي فیہ وحسن امتداحي فیکَ مختتمي[58]

"میں نے شانِ رسالت کی مدح سرائی کی ہے اور بخدا پورے اخلاص کے ساتھ کی ہے۔ مدحِ رسالت پر ہی میں اپنے اس قصیدہ کا اختتام کرتی ہوں۔"

عبد الغنی نابلسی اس قصیدہ اور اس کی شرح کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

"شاعرہ نے خوبصورت الفاظ اور عمدہ تراکیب کے ساتھ اس قصیدہ کو نظم کیا اور اس کی مختصر شرح بھی لکھی ہے جس میں بقدرِ طاقت آسان الفاظ میں اس قصیدہ کے رموز و اشارات کو حل کیا ہے۔"[59]

زینب عاملی اس قصیدہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

"عائشہ باعونیہ کے قصیدوں میں سے "بدیعیہ" مشہور زمانہ ہے۔ اس قصیدہ کو نظم کرتے ہوئے عائشہ نے صفی حلی، ابن حجہ حموی اور دیگر تمام اہلِ بدیع حضرات کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔"[60]

الغرض فاضلہ ادیبہ اور عالمہ عائشہ باعونیہ نے حضور سرور کائنات ﷺ سے اپنی دینی اور شعوری محبت کا نظم میں اس طور سے اظہار کیا ہے کہ بڑے بڑے پختہ کار مرد شاعر بھی ایسا نہ کر سکے۔ یہ قصیدہ ان کی آپ ﷺ سے گہری عقیدت اور خداداد صلاحیت کا ایک قلمی نمونہ ہے۔

نتائج تحقیق

مقالہ ہذا کے نتائج تحقیق حسبِ ذیل ہیں:

1. علم کی نشر و اشاعت میں خواتین نے بھی مردوں کے پہلو بہ پہلو حصہ ملایا ہے۔
2. خواتین کی زیادہ تر علمی تگ و تاز زبانی رہی ہے۔
3. مسلم تاریخ کی ابتدائی نو صدیوں میں خواتین کی سیرت نگاری کے حوالہ سے ہمارے تاریخی سرمایہ میں کسی خاتون کا نام ریکارڈ نہیں کیا گیا۔
4. مقالہ نگار کی تحقیق کے مطابق پہلی خاتون سیرت نگار جن کی نگارشات ہم تک پہنچی ہیں، وہ نویں اور دسویں صدی ہجری کی فاضل خاتون محترمہ عائشہ الباعونیہ ہیں۔

محترمہ عائشہ کی سیرت نگاری کا اسلوب ادیبانہ اور صوفیانہ ہے۔

References

[1] Muhammad Khair Ramazan Yousuf, *Al-Moalifat Min Al-Nisa Wa Moalafatuhuna Fi Al-Tarikh Al-Islami* (Berot: Dar Ibn-e-Hazm, 2000), 13-15
[2] The introduction of these scholars was not found in history books.
[3] Ayesha had praised him in her Al-Qaseeda Al-Raya as quoted by Al-Ghazzi in his book *Al-Kawakib Al-Saera* (Berot: Jabar, 1940), 304.
[4] Muhammad Ali Al-Sowairiki, *Ayesha Al- Baouniya Faazilat Al-Zaman* (Jordan: Jordanian Ministry of Culture, 2006), 22
[5] The biography of the author is taken from the following books:
Al-Kawakib Al-Saera by Al-Ghazi, 1:287-292, *Shadrat Al-Dhahab Fi Akhbar Man Dahab* by Ibn Al-Imad Al-Hanbali, 8:111-112, *Aalam Al-Nisa* by Kahala, 3:196-197, *Kashf Al- Zunon* by Haji Khalifa, 1:96, 1:732, 2:1081, 2:1232, 2:1234, 2:1813, *Hadiat al-Arefin* by al-Babani, 1:436, *Moajam al-Moallifeen* by Kahala, 5:57, *Moajam Al-Matboaat Al-Arabia Wa Al-Moraba* by Sarkais, 1:519
[6] Shams Al-Din Muhammad ibn Ali Ibn Tulun, *Mufakahat Al-Khulan Fi Hawadith Al-Zaman*, (Berot: Dar al-Kutub al- Ilmiyya, 1998), 1:375
[7] Ala al-Din Mughaltay, *Al-Ishara ila Sirat Al-Mustafa (S.A.W) wa Tarikh min baedih min Al-khulafa*, (Damascus: Dar al-Qalam, 1996), 71

[8] Shams Al-Din Muhammad bin Ahmed Al-Dhahabi, *Siyar Aalam Al-Nubala*, (Berot: Al-Resala Foundation, 1985), 19:327
[9] Shams Al-Din Muhammad bin Muhammad bin Suleiman Al-Rodani, *Silat Al-Khalaf bi Mawsoul Al-Salaf*, (Berot: Dar Al-Gharb Al-Islami, 1988), 412
[10] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, (Jordan: The Jordanian Ministry of Culture, 2006), 136
[11] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 145
[12] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 150
[13] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 119
[14] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 121
[15] Aal-e-Imran 3:81
[16] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 133
[17] Al-Maaeda 5:15
[18] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 141
[19] Al-Furqan 25:4
[20] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 148
[21] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 121
[22] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 119
[23] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 120
[24] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 120
[25] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 120
[26] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 123
[27] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 125
[28] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 125
[29] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 127
[30] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 133
[31] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 145
[32] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 141
[33] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 121
[34] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 129
[35] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 127
[36] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 129
[37] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 142
[38] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 122, 123, 126, 128, 130, 133, 136, 143, 145
[39] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 116
[40] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 116
[41] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 130
[42] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 130
[43] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 118
[44] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 119
[45] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 119
[46] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Mawrid al-Ahna Fi Al-Mawlid Al-Asna*, 119
[47] Ismail bin Muhammad Al-Ajlouni, *Kashf Al-Khafa wa Muzil Al-Lilbas Amnaa Ishtahara min Al-Ahadith Ala Alsinat Al-Naas*, (Cairo: Maktaba Al-Qudsi, 1932), 2:132

[48] Shams al-Din Muhammad ibn Abd al-Rahman Al-Sakhawi, *Al-Maqasid Al-Hasana fi Bayan Kathir min Al-Ahadith Al-Mushtahara Ala Al-Alsina*, (Berot: Dar al-Kitab al-Arabi, 1985), 521.

[49] Abd al-Rahman bin Abi Bakr Jalal al-Din Al-Suyuti, *Al-dorar Al-Muntathara fi Al-Ahadith Al-Mushtahara*, (Riyadh: Deanship of Library Affairs - King Saud University), 1:163.

[50] Nour al-Din Ali bin Muhammad Ibn Iraq, *Tanziah Al-Shari'a Al-Marfuaa ean Al-Akhbar Al-Shaniyea Al-Mawduea,*(Berot: Dar al-Kutub al-Ilmiyya, 1979), 1:148

[51] Abd al-Rahman bin Abi Bakr Jalal al-Din Al-Suyuti, *Al-Laali Al-Masnuaa fi Ahadith Al-Mauzoa*, (Berot: Dar al-Kutub al-Ilmiyya, 1996), 1:243

[52] Abu Zaid Ali, *Al-Badiyat fi Al-Adab Al-Arabi*, (Berot: Alam Al-Kitab, 1983), 46

[53] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Fath al-Mubeen Fi Madh Al-Amin*, (Jordan: The Jordanian Ministry of Culture, 2006), 87-88

[54] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Fath al-Mubeen Fi Madh Al-Amin*, 88

[55] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Fath al-Mubeen Fi Madh Al-Amin*, 93

[56] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Fath al-Mubeen Fi Madh Al-Amin*, 96-97

[57] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Fath al-Mubeen Fi Madh Al-Amin*, 99-101

[58] Ayesha Al- Baouniya, *Al-Fath al-Mubeen Fi Madh Al-Amin*, 108

[59] Abdul-Ghani bin Ismail Al-Nabulsi, *Nafahat Al-Azhar ala Nasamat Al-Ashar fi Madh Al-Nabi Al-Mukhtar,* (Berot: Alam Al-Kitab), 2

[60] Zainab al-Aamili, *Al-Durr Al-Manthur fi Tabaqat Rabaat Al-Khudur* (Egypt: The Great Amiri Press, 1895) 1:293.